OPEN ACCESS: http://theislamicculture.com

The Islamic Culture
Bi-Annual Research & Refereed Journal
Published by
Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of Karachi
SZIC
الثقافۃ الاسلامیۃ
ISSN (Print) : 1813-775X
ISSN (Online) : 2663-1709

خانوادہ عثمانیہ (بدایوں) کی دینی و ملی خدمات: تجزیاتی مطالعہ

Religious and National Services of Khanwada Osmania (Badayun): Analytical Study

Dr. Mazhar Hussain Bhadroo
PhD Islamic Studies, Deptt. Of Arabic and Islamic Studies GCU Lahore

Dr. Muhammad Abid Nadeem
Associate Professor Deptt. Of Arabic and Islamic Studies GCU Lahore

Dr. Turab ul Hassan Sargana
Assistant Professor Deptt. Of History BZU Multan

☆ڈاکٹر مظہر حسین بھدرو
پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور
☆☆ڈاکٹر محمد عابد ندیم
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور
☆☆☆ڈاکٹر تراب الحسن سرگانہ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ تاریخ، بہاالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

Abstract:

The renowned scholars and Ulema of *Khānwādah ʽUthmāniah Badāyūn* has rendered a great service for their nation and country. Among those renowned scholars, Mufti Muhammad Auz Usmani, Mufti Mureed, Muhammad bin Abdul Shakoor Usmani, Allama Fazal Rasool Badauni, Maulana Mian Fazal Kareem Usmani Badauni, Allama

Abdul Muqtadir Qadri, Allama Abdul Qadeer Badauni, Maulana Abdul Wahid Usmani and Khawajaw Ghulam Nizamuddin Qadri are noteworthy. The scholars of *Khānwādah `Uthmāniah Badāyūn* also participated in almost all national movements of the sub-continent. They played a vital role in the collective rights and survival of Muslim Ummah. The services of *Khānwādah `Uthmāniah Badāyūn* in the Sub-continent will be remembered in golden words.

برصغیر میں تاجر، علماء اور فاتحین مختلف ادوار میں آئے اور اسلام کی تبلیغ کی۔ ان کے ساتھ مختلف خانوادوں کے افراد بھی تبلیغ اسلام کے لیے آئے۔ خانوادہ عثمانیہ (بدایوں) انہی خانوادوں میں سے ایک ہے۔ خانوادہ عثمانیہ کے موسسؒ علامہ قاضی دانیال قطری ہیں۔ علامہ قاضی دانیال قطری حضرت عثمان ہارونی کے مرید و خلیفہ اور خواجہ معین الدین اجمیری کے برادر طریقت تھے۔ خانوادہ عثمانیہ کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز علامہ شاہ عبد المجید قادری سے ہوا۔ آپ ۱۱۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مولانا محمد علی عثمانی اور مفتی شاہ عبد الغنی سے تحصیل علم کے بعد مولانا ذوالفقار علی دہلوی سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی۔ بعد ازاں سلسلہ قادریہ میں سید آل احمد اچھے میاں سے اجازت و خلافت کے بعد ۱۲۳۵ھ میں خانقاہ قادریہ عثمانیہ کی بنیاد رکھی۔ آج بھی یہ خانقاہ خانوادہ عثمانیہ کے مشاہیر کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہو کر دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور ملک و ملت کی خدمات سر انجام دے رہی ہے۔ خانوادہ عثمانیہ کے علماء اور مشاہیر نے شروع سے لیکر اب تک ہر عہد میں ہر حوالے سے امت مسلمہ کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ کوئی بھی ذی علم ذی شعور خانوادہ عثمانیہ کی خدمات سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ ذیل میں خانوادہ عثمانیہ کی دینی و ملی خدمات کا مفصل احوال درج کیا جاتا ہے۔

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کا ایک مجاہد:

مفتی محمد عوض خانوادہ عثمانیہ (بدایوں) کے عظیم عالم دین مفتی محمد درویش کے بیٹے تھے۔ بریلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ اس کے بعد اپنے بڑے بھائی عبد الغنی (مفتی آنولہ) سے جملہ علوم کی تکمیل کی۔ بحر العلوم مولانا محمد علی عثمانی بدایونی سے بھی بعض علوم میں استفادہ کیا۔ مولانا فضل امام اور مولوی سید آل حسن قنوجی آپ کے شاگرد اور داماد تھے۔[1]

آغاز جہاد:

برصغیر پاک وہند پر قبضے کے بعد برطانوی سامراج نے اپنی تجوریاں بھرنے کے لئے طرح طرح کے ٹیکس نافذ کیے۔ اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے ۱۸۱۴ء کے ریگولیشن ایکٹ دفعہ 16 کی رو سے گورنمنٹ نے ہاؤس ٹیکس کا قانون جاری کیا۔ ۱۸۱۶ء میں اس پر عمل درآمد شروع ہوا۔ دیگر شہروں کی طرح بریلی میں بھی ہنگامی صورتحال پیدا ہوگئی۔ جن گھروں اور مکانات میں لوگ سالوں سے رہائش پذیر تھے۔ آج انہی موروثی مکانات کا ٹیکس مانگا جارہا تھا۔ بلا تفریق مذہب وملت اہلیان بریلی نے اپنے کاروبار بند کردیے۔ عوام الناس کے ساتھ ساتھ علماء ومشائخ بھی اپنی خانقاہوں اور درسگاہوں سے نکلے اور احتجاج کے لئے کچہری میں جمع ہونے لگے۔ تمام اہل رائے نے باہمی مشاورت سے مفتی محمد عوض عثمانی کو اس تحریک کی قیادت کے لئے منتخب کیا۔ ۱۶ اپریل ۱۸۱۶ء کو اہلیان بریلی کا ایک ہجوم شہر کی سڑکوں پر جمع تھا۔ ضلع کلکڑ فوجی دستوں کے ہمراہ آیا تو لوگ منتشر ہوگئے۔ لیکن جب ان کا گزر مفتی محمد عوض عثمانی کے مکان کے پاس سے ہوا تو اس وقت لوگ وہاں بھی جمع تھے۔ ان کی مدبھیڑ ہوگئی۔ کلکڑ کے ساتھیوں نے گولیاں چلادیں۔ کچھ لوگ شہید ہوگئے اس واقعہ کے بعد حالات سنگین ہوگئے۔ (2)

معرکہ جہاد:

جنگ کی ابتدا ہوگئی۔ مسلمان کو جوش وجذبہ دیدنی تھا۔ مفتی محمد عوض عثمانی نے شہر میں مقابلہ مناسب نہ سمجھا۔ آپ شہر سے مغرب کی جانب حسینی باغ میں انگریزوں کے خلاف صف آراء ہوئے۔ صرف دو روز میں قرب جوار کے شہروں اور قصبوں سے ہزاروں آدمی جہاد کے لئے جمع ہوگئے۔ اور چھ ہزار سے زیادہ کا لشکر تیار ہوگیا۔ یہ صورتحال دیکھ کر ضلع کلکڑ نے بعض معتمدین کو مفتی عوض عثمانی کے پاس بھیجا تو مفتی محمد عوض عثمانی نے چند شرائط پیش کیں۔

1. کوتوال بریلی کو برطرف کیا جائے۔
2. جو جنگ اول میں مارے گئے ان کے ورثاء کا ذریعہ معاش مقرر کیا جائے۔
3. ہاؤس ٹیکس کو ہمیشہ کے لئے ختم کیا جائے۔

ضلع کلکڑ نے پہلی شرط منظور کی اور باقی کلکتہ صدر کونسل کو لکھنے کا کہا اور معاملہ لیت ولعل میں ڈال دیا۔

۲۱اپریل ۱۸۱۶ء ایک جھڑپ میں جج کالڑ کا مارا گیا۔ مڈبھیڑ ہوئی اور یہاں تک کہ انگریزی فوج کو شکست ہوئی۔ اس دوران مراد آباد سے انگریزی تازہ کمک آگئی اور مسلمانوں نے شکست کھائی۔ حضرت شاہ دانا علی بریلی کے پاس جو گنج شہیداں ہے۔ یہ اسی واقعہ کی یادگار ہے۔ (3)

لڑائی کے خاتمہ پر مفتی محمد عوض عثمانی ٹونک میں نواب محمد امیر خاں بہادر کے پاس چلے گئے۔ ٹونک پہنچے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ وقت اجل آپہنچا۔ اور داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ (4)

جہاد سے مسجد کی بحالی:

مفتی مرید محمد عثمانی عہد عالمگیری میں ایک متجر عالم دین تھے۔ آپ نے قوم نانگہ (ہنود) سے جہاد کیا۔ بدایوں سے مشرق میں دو میل کے فاصلہ پر سورج کنڈ کے مقام پر قوم نانگہ نے ایک قدیم مسجد کو شہید کر دیا تھا۔ جب یہ خبر مفتی مرید محمد عثمانی کو ملی تو جہاد کی نیت سے اپنے مدرسے سے طلباء اور متوسلین کے ہمراہ نکلے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے آپ نے غلبہ پایا اور سینکڑوں لوگ نانگہ کے مارے گئے بقیہ فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ مسجد کو اصل حالت میں بحال کیا اس موقع پر کئی لوگ مشرف بہ اسلام بھی ہوئے۔ (5)

بدایوں میں امن وعامہ کی صورتحال:

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے دوران مجاہدین نے بدایوں سے انگریزی حکومت ختم کر دی۔ عجیب افراتفری کا عالم تھا مگر علامہ فضل رسول بدایونی نے کچھ انتظام برقرار رکھا اور لوگوں کی جان ومال بچانے کی کوشش کی۔ حبیب الاخبار بدایوں ۲۵جون ۱۸۵۷ء / ۳ذی قعدہ ۱۲۷۳ھ لکھتا ہے کہ:

> ''چونکہ مولوی فضل رسول بدایونی نے اعلیٰ انتظامات کیے۔ لہذا آپ کی کوششوں سے کوئی ناقابل مدافعت واقعہ رونما نہ ہوا اور آپ نے اپنی جان پر کھیل کر لٹیروں اور غارت گروں سے لوگوں کو بچانے میں اپنے اثرورسوخ سے کام لیا اور امن کے لئے پوری کوشش کی۔'' (6)

بین المذاہب مناظرہ:

ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے زیر سایہ عیسائیت کی تبلیغ سرکاری سرپرستی میں شروع کی گئی۔ مذہبی کتب اور رسائل شائع کیے گئے اور مختلف تبلیغی سوسائٹیز کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس تحریک کو تقویت پہنچانے اور کامیاب کرنے کے لیے ۱۸۵۴ء میں پادری فنڈر ہندوستان آیا۔ اس نے اور اس کے حواریوں نے زور وشور سے عیسائیت کی تبلیغ شروع کی۔ پادری فنڈر کی تبلیغ اور مناظرہ کا مرکز آگرہ تھا۔ اس نے اس وقت کے مشاہیر علماء کو مناظرہ کا چیلنج کیا تو مولانا فیض احمد بدایونی کے دست راست ڈاکٹر وزیر خان اکبر آبادی نے اس چیلنج کو قبول کیا۔ اس مناظر میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی مناظر تھے جبکہ ڈاکٹر وزیر خان اکبر آبادی اور مولانا فیض احمد بدایونی نے معاون مناظر کے فرائض سرانجام دیئے۔ (7)

شہید جنگ آزادی ۱۸۵۷:

مولانا میاں فضل کریم عثمانی بدایونی، مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی کے ماموں زاد بھائی تھے۔ علامہ فضل حق خیر آبادی کے حکم پر برطانوی سامراج کے خلاف نبرد آزما ہوئے۔ آپ جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ادیب بھی تھے۔ مرزا عثمان خاں بدایونی رسالہ ذوالقرنین بدایوں، اپریل ۱۹۵۱ء، ص ۱۷ کا حوالہ دیتے ہوئے اسد نظامی لکھتے ہیں کہ مولانا میاں فضل کریم عثمانی بدایونی نے ادبی رنگ میں جس طرح مقابلہ کیا اس کی سرزمین بدایوں میں نظیر نہیں ملتی۔ جب بدایوں پر انگریزوں نے حملہ کیا تو آپ شمشیر بکف ہو کر میدان میں اترے اور جام شہادت نوش کیا۔ یہ واقعہ ۱۷ رمضان المبارک کا ہے۔ (8)

جذبہ حب الوطنی اور امت مسلمہ کا درد:

علامہ عبد المقتدر بدایونی شب و روز علوم دینیہ کے فروغ اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ لیکن آپ برطانوی سامراج کے سخت خلاف تھے۔ آپ کے پھوپھی زاد بھائی مولانا فیض احمد بدایونی نے تحریک آزادی میں عملی طور پر حصہ لیا تھا۔ مولانا عبد الباری فرنگی محلی کے حکم سے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی بدایوں میں علامہ عبد المقتدر بدایونی کے پاس آئے۔ اپنی خدمات علامہ عبد المقتدر بدایونی کو پیش کیں۔ جب انہوں نے انگریزوں کے مظالم کا نقشہ کھینچا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ (9)

علامہ عبد المقتدر بدایونی ترکوں کی کامیابی کے لئے بہت دعامانگا کرتے تھے۔ جامع مسجد شمسی بدایوں میں ہزاروں کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے۔ جو انگریز ہمارے مقامات مقدسہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ سن لیں ایک دن ایسا آئے گا کہ انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنا پڑے گا۔[10]

کلمہ حق اور شاہ ایران:

علامہ عبدالقدیر بدایونی کی دینی و ملی خدمات اپنے اندر ایک پورا دبستان لیے ہوئے ہیں۔ آپ ایک طرف صاحب تحقیق مفتی اور صاحب حال صوفی تھے۔ تو دوسری طرف آپ کا سیاسی تدبر اور ملی جذبہ بھی مثالی تھا۔ جب شہنشاہ ایران رضا شاہ پہلوی نے علماء کے عمامہ باندھنے اور عورتوں کے برقعہ اوڑھنے پر پابندی عائد کی تو آپ نے رضا شاہ پہلوی کو خط لکھا۔ پھر ایران کا سفر کیا۔ شہنشاہ ایران سے ملاقات کرکے برسر دربار اس خلاف شرع پابندی پر احتجاج کیا۔[11]

ملی جذبہ اور خرافات کے خلاف جہاد:

علامہ عبدالقدیر بدایونی نے اپنے عہد کی تمام ملکی و ملی تحریکات میں حصہ لے کر قوم کی صحیح معنوں میں رہنمائی فرمائی۔ تحریک خلافت، ترک حوالات، خدام کعبہ اور بزم صوفیہ جیسی تمام تحریکات میں آپ صف اول میں نظر آتے ہیں۔ مگر اس دوران بعض مسلم قائدین نے جذبات میں آکر ایسے اقدام کیے جو شرعی نقطہ نظر سے درست نہیں تھے۔ آپ نے اس غلو اور تجاوز پر واضح الفاظ میں تنقید کی۔ جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ علامہ عبدالقدیر بدایونی نے اپنے ایک خطبے میں کہا کہ میں ہندو مسلم اتحاد کا حامی رہا ہوں اور اب بھی ہوں۔ اور ہر وہ شخص جو ہندوستان کی مکمل آزادی چاہتا ہے۔ وہ اس کا حامی ہو گا۔ لیکن اس زمانہ اتحاد میں مسلمانوں کے ان اعمال کو نفرت سے دیکھا جو اتحاد کے غلو میں کیے گئے۔ اور جن سے ہماری مذہبی توہین ہوئی ہے۔ مثلاً مسجد کے ممبر پر ہندوؤں کو چڑھانا اور مسلمانون کا قشقہ لگانا وغیرہ یہ بدترین افعال ہیں جو ہندوستانی مسلمانوں کے دامن پر بدنما داغ ہیں۔[12]

ترجمان مفتی اعظم فلسطین:

جب مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی نے قدس میں عربی یونیورسٹی کی امداد کے لیے اور جدوجہد آزادی فلسطین سے آگاہی کے لیے ہندوستان کا دورہ کیا تو علامہ عبدالقدیر بدایونی نے مترجم اور سیکرٹری کے فرائض انجام دیے اور ان کے ساتھ سارے متحدہ ہندوستان کا دورہ کیا۔[13]

سفر فلسطین:

جب انگریزی سامراج نے فلسطین کی عرب اکثریت کا توازن خراب کرنے کے لیے پوری دنیا سے یہودیوں کو وہاں بسانا شروع کیا۔ عبدالقدیر بدایونی نے ہندوستان کے نمائندہ کی حیثیت سے فلسطین کا دورہ کیا اور واپس آکر مولانا شوکت علی کو تمام زمینی حقائق سے آگاہ کیا تاکہ فلسطین کی حمایت میں منظم وجدوجہد کی جاسکے۔[14]

سفر حرمین شریفین:

عبدالقدیر بدایونی نے دوبار حرمین شریفین کا سفر کیا آپ کے شریف مکہ شاہ حسین بن علی الہاشمی سے خصوصی تعلقات تھے۔ ان کی فرمائش پر مسجد حرام میں جمعہ کی نماز کی امامت کی۔ مزید مدینہ منورہ پہنچنے پر مسجد نبوی میں بھی امامت جمعہ کے فرائض سرانجام دیے۔[15]

سفر بغداد:

علامہ عبدالقدیر بدایونی جب بغداد گئے تو نقیب الاشراف سید محمود حسام الدین نے جمعہ کے خطبہ اور امامت کا حکم دیا۔ آپ نے فی البدیہہ خطبہ دیا۔ اس خطبہ میں ایسی فصاحت وبلاغت تھی کہ علماء اور اہل زبان بھی ششدر تھے[16]۔ مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی کی دعوت پر فلسطین گئے اور وہاں بھی خطبہ اور امامت کے فرائض مسجد اقصیٰ میں سرانجام دیے۔[17]

علامہ عبدالقدیر بدایونی جب ۱۳۸۳ھ / ۱۹۳۴ء میں بغداد گئے تو عراق کی مذہبی اور نیم سیاسی تنظیم جمعیۃ الہدایۃ الاسلامیہ (بغداد) نے ایک جلسہ استقبالیہ کا اہتمام کیا۔ جس میں بغداد کے علماء وعمائدین نے شرکت کی۔ اس استقبالیہ میں الحاج نعمان آفندی الاعظمی نے اپنے خطبے میں مشرق کی موجودہ بیداری اور عالم اسلام کی مشکلات حل کرنے پر روشنی ڈالی اور مسئلہ فلسطین پر گفتگو کی۔ اس کے بعد آپ نے ایک مدلل خطبہ دیا۔[18]

خطبہ صدارت: آل انڈیا نظام کانفرنس لاہور ۱۹۲۶ء

علامہ عبدالقدیر بدایونی اپنے خطبہ صدارت اظہار تشکر کے بعد بیان کرتے ہیں کہ ہندوستان کو اورنگ زیب عالمگیر کے بعد کوئی ایسا حکمران نہیں ملا جو اس کی زمام حکومت سنبھال سکے۔ شخصی حکومتوں حال یہ ہے کہ اگر مرنے والے شاہ کا جانشین ویسا نہ ہو تو

عام طور پر اس کے بھیانک نتائج بر آمد ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں بھی ایسا ہی ہوا۔ یورپین اقوام للچائی نظروں سے ہندوستان کو دیکھ رہی تھی۔ اب ان کو موقع ملا اور تھوڑے عرصے میں ان کے ایجنٹوں نے بڑے پیمانے پر اپنا کام شروع کر دیا۔ اگرچہ انگریز تجارت کی غرض سے آئے تھے لیکن کبھی کسی نے سوچا بھی ہو گا یہی تجارت پیشہ قوم ہم پر حکمرانی کرے گی۔ لیکن ہندوستانیوں کی شامت اعمال نے انہیں اس پر نہج پر کھڑا کر دیا ہے۔[19]

مزید بیان کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حالات میں کون سا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ جس سے خطرناک صورتحال کی اصلاح ہو سکے۔ برادران وطن اس جدوجہد میں ہمارا کہاں تک ساتھ دیں گے اور کس حد تک ہم سے منسلک رہیں گے۔ اگر ہم ساڑھے سات کروڑ مسلمان حکومت ہند کی پالیسی پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ تو ہم کو اپنی فاتحہ پڑھ لینی چاہیے اور یہ باور کر لینا چاہیے کہ ہم حرف غلط کی طرح ہندوستان سے مٹنے والے ہیں۔ لیکن شکر ہے کہ سابقہ واقعات کی روشنی میں ایسا نہیں ہو گا۔ سابقہ روایات کی روشنی میں یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔[20]

مزید مسلمانوں کے باہمی وسیاسی احوال بیان کرتے ہوئے کہا کہ مسلم جماعت کو کام کرنے میں جو دشواری ہے اس کی وجہ باہمی انتشار ہے۔ مذہبی اعتبار سے تو اختلافات ہیں ہی سہی لیکن سیاسی اعتبار سے سیاسی آراء کی تعداد اس قدر زیادہ ہے۔ جس قدر سیاست دانوں کا شمار ہے۔ لیکن مشترکہ مقصد کے حصول کے لئے متفرق طریقہ کار اختیار کرنے ہوں گے۔ ہر طبقہ اور جماعت کو وہ طریقہ سپرد کیا جائے جس کی وہ اہل ہو۔[21]

خطبہ صدارت: مؤتمر تحفظ حقوق شرعی کانپور ۱۹۳۳ء

علامہ عبد القدیر بدایونی نے اپنے خطبہ صدارت میں اظہار تشکر کے بعد اسلامیان برصغیر کے احوال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ افسوس باہمی تفریق کے باعث ہمارا سیاسی نظام درہم برہم ہے۔ اجتماعی طاقت کے حصول کے بغیر مطالبات کا پورا ہونا پریشان خیالی کے سوا کچھ نہیں۔ مگر اسلام میں مایوسی کو حرام سمجھا جاتا ہے۔ اور واقعات بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ عین اس وقت جب پریشان خیالی اپنی آخری حدود کو پہنچ جائے تو امید کی ایک ہلکی شعاع نمودار ہو جاتی ہے۔ جو مستقبل قریب میں ظلمات کو نیست ونابود کر دیتی ہے۔[22]

مزید خطبہ صدارت کے اختتام پر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اسلامیان ہند میں پائے جانے والے اتفاق کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اتفاق سے ہر اہم مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اتفاق سے زیادہ اہم مقصد ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ اتفاق کی ہر زمانے میں ضرورت رہی ہے۔ بالخصوص ایسے وقت میں جب ایک طرف بھائیوں پر آتشیں نعرے بلند ہو چکے ہیں اور دوسری طرف سرزمین فلسطین میں گولیوں کی بارش ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عزم و استقلال کی ہمت عطا کرے اور نصرت فرمائے۔ آمین[23]

خطبہ صدارت: اجلاس جمعیت العلماء منعقدہ بدایوں ۱۹۳۵ء

علامہ عبد القدیر بدایونی نے اپنے اس خطبہ صدارت میں اظہار تشکر کے بعد بیان کرتے ہوئے کہا کہ آج اطراف و اکناف کے مشاہیر علماء و زعماء کو امیر ملت علامہ سید جماعت علی شاہ کی صدارت میں جمعیۃ علماء کانپور کے سالانہ اجلاس میں جمع کر دیا ہے جو مستقبل میں مسلمانوں کی متحدہ قوت اور مذہبی تنظیم کا صحیح راستہ ہے۔ مستقبل قریب میں جمعیت علماء اختلاف رائے کے باوجود اخوت اسلامی کو نقطہ اتحاد بھی تصور کرے گا۔ اغیار کو موقع نہ دینے کے لئے اہم قومی امور میں مؤثر اتحاد ناگزیر ہے۔[24]

آپ نے سانحہ مسجد شہید گنج کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال اور قائدین کی کاوشوں کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایسے وہ کون سے صلح کے ذرائع ہیں جو اسلامیان ہند نے استعمال نہیں کیے۔ مسٹر گابا ایک وفد کے ساتھ حکومت ہند سے ملاقات کر چکے۔ سر محمد یعقوب اور دیگر ارکان مسلم کانفرنس نے تجاویز بھی حکومت کو دے دیں۔ مولانا شوکت علی ایک جماعت کے ساتھ ذمہ دار سکھوں سے کمال عاجزی کے ساتھ پیش آچکے۔ امیر ملت علامہ سید جماعت علی شاہ نے ۲۰ ستمبر کو لاہور میں نہایت مناسب الفاظ میں لاکھوں مسلمانوں کے تڑپتے ہوئے دلوں اور بے چین جذبات کی امن پسندی بھی دکھا دی کیا ان تمام حالات کے بعد مایوسی کی کیفیت پیدا ہونے کے آثار نہیں اور کیا مایوس انسان صرف خاموش ہی ہو سکتا ہے۔ مسلم سلامتی کا علمبردار ہے۔ اشتعالی حالات کے باوجود اتمام حجت اور استعداد قوت کے اندازہ کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ لیکن خدا کے گھر اور دین اسلام کے لئے مسلمان ہر قربانی دے سکتا ہے لیکن اپنے دین کی توہین نہیں برداشت کر سکتا۔[25]

مزید مسئلہ فلسطین پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت اسلامی ممالک کا اہم ترین مسئلہ فلسطین کے مسلمانوں کا بے انصافی اور بے رحمی کا شکار ہونا ہے۔ میں نے غیور فلسطینیوں کے جوش اسلامی اور غیرت دینی کے مظاہرے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ اسلامیان فلسطین کے ساتھ جو ناانصافی ہو رہی ہے۔ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔[26]

مفتی اعظم حیدر آباد دکن:

فرمانروائے مملکت آصفیہ حیدر آباد دکن نے علامہ عبد القدیر بدایونی کا انتخاب محکمہ مذہبی امور کے صدر الصدور کی حیثیت سے کیا۔ مگر مسلسل کھدر پوشی اور سابقہ سیاسی زندگی انگریز کی نگاہ میں تھی۔ اس لیے مذکورہ عہدہ پر قائم رہنا مشکل تھا۔ بالآخر آپ مفتی اعظم حیدر آباد دکن کے منصب پر فائز ہوئے اور سقوط حیدر آباد دکن تک اس عہدہ پر فائز رہے۔[27]

کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام:

علامہ عبد القدیر بدایونی نے مہاتما گاندھی کے نام ایک خط لکھا۔ جس میں عقلی، نقلی اور اقتصادی پہلوؤں کے حوالے سے ذبح و قربانی پر مدلل بحث کر کے یہ ثابت کیا کہ یہ مسلمانوں کا شرعی حق ہے جو شعائر اللہ میں داخل ہے۔ کسی ملکی مصلحت یا خیالی نفع کی بنیاد پر اس سے دستبردار نہیں ہوا جا سکتا۔ اس خط کو محمد مقتدی خاں شروانی نے دسمبر ۱۹۲۵ء میں مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے شائع کیا۔ آپ اس خط میں لکھتے ہیں کہ مہاتما جی آپ نے خود یہ اپنے مضمون میں لکھا تھا کہ ہر زمانے میں ہر قوم کے لئے باہمی رواداری ایک ضروری شے ہے۔ ہم امن و سکون کے ساتھ کبھی بھی نہیں رہ سکتے اگر ہندو مسلمانوں کے طرز عبادت اور ان کے رسم ورواج میں مداخلت کریں۔ یا مسلمان ہندوؤں کی بت پرستی یا گئو پوجا پر بے صبری کا اظہار کریں۔ رواداری کے لئے ضروری نہیں کہ ہم اس فعل کو پسند بھی کرتے ہوں۔ میں شراب خوری، گوشت خوری، حقہ نوشی کو دل سے ناپسند کرتا ہوں۔ لیکن پھر بھی ان تمام باتوں پر سکوت کرتا ہوں اور یہ توقع کرتا ہوں کہ وہ بھی میری پرہیزگاری پر خاموشی اختیار کریں گے۔ چاہے وہ اسے دل سے پسند نہ کریں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے تمام فسادات کی بنیاد یہ ہے کہ ایک فریق اپنی رائے دوسرے سے جبری منوانا چاہتا ہے۔[28]

علامہ عبد القدیر بدایونی مندرجہ بالا مضمون کا حوالہ دینے کے بعد لکھتے ہیں کہ خود ان کے قائم کردہ معیار سے بھی مسلمان قصوروار نہیں ٹھہرتے ہم اس سے زیادہ نہیں چاہتے کہ ہم کو باطل پرستی پر مجبور نہ کیا جائے۔ جو ہمارے مذہب میں سخت گناہ ہے۔ ہم

اپنی شریعت کے احکام کے مطابق جس جانور کی قربانی چاہیں کریں آپ کو یا آپ کی قوم کو یہ حق حاصل نہیں کہ ایک جانور کی عظمت کا اقرار ہم سے جبری کروائے اور اس کے ذبیحے کو اس بنیاد پر روکیں کہ آپ اسے مقدس سمجھتے ہیں۔(29)

تحریک پاکستان میں علمی، فکری اور عملی کردار:

مولانا عبد الواحد عثمانی بدایونی خانوادہ عثمانیہ (بدایوں) کے چشم و چراغ تھے۔ آپ علامہ عبد الماجد بدایونی کے فرزند اور علامہ حکیم عبد القیوم شہید بدایونی کے پوتے ہیں، بدایوں میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ قادریہ بدایوں اور مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں اجلہ اساتذہ سے استفادہ کیا۔ بعد ازاں جے پور میں مولانا مفتی قدیر بخش بدایونی سے مدرسہ تعلیم الاسلام جے پور میں تین سال میں جملہ علوم کی تکمیل کی۔ سلسلہ طریقت علامہ عبد القدیر بدایونی قادری سے تھا۔(30)

مولانا عبد الواحد عثمانی ماہنامہ "المنظور" بدایوں کے مدیر بھی رہے۔ بعد ازاں مولانا مظہر الدین شیر کوٹی مدیر سہ روزہ "الامان" دہلی نے آپ کو اپنے پاس بلا کر "الامان" کی ادارت سپرد کی۔ تحریک پاکستان زوروں پر تھی۔ آپ نے الامان اور دیگر رسائل و جرائد میں نظریہ پاکستان کی حمایت میں مضامین لکھے۔(31)

ممبر مجلس استقبالیہ:

جمعیت علماء ہند کانپور نے آل انڈیا پولیٹیکل کانفرنس ۱۹ تا ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو سر عبد اللہ ہارون کی قیادت میں بدایوں میں منعقد کی۔ جس میں سانحہ مسجد شہید گنج، مسودہ بل، محکمہ قضا تحفظ مساجد ہند و دیگر امور پر غور و فکر ہوا۔ اس کانفرنس کی مجلس استقبالیہ میں مولانا عبد الواحد عثمانی شامل تھے۔(32)

سنی کانفرنس ضلع بدایوں اکتوبر ۱۹۴۵ء:

مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اکتوبر ۱۹۴۵ء میں بدایوں آئے۔ انہوں نے علماء و مشائخ کے مابین روابط، اسلام کی حمایت اور عقائد کی حفاظت اور مسلمانوں کی سیاسی راہنمائی کے لئے سنی کانفرنس ضلع بدایوں کی تشکیل کی۔ اس میں مولانا عبد الواحد عثمانی خصوصی رکن منتخب کیے گئے۔(33)

ممبر مجلس منتظمہ:

علامہ عبدالحامد بدایونی نے جنوری ۱۹۴۶ء میں بدایوں اور مضافات کا ایک نمائندہ اجلاس منعقد کیا۔ جس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے تبلیغی واصلاحی مقاصد پیش کیے گئے۔ اس اجلاس کی مجلس منتظمہ میں مولانا عبدالواحد عثمانی بھی شامل تھے۔(34)

ملی جذبہ اور قومی تحریکات:

خواجہ غلام نظام الدین بدایونی کے بزرگوں کا اصل وطن دہلی تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب خواجہ بہاؤالدین نقشبند تک پہنچتا ہے۔ آپ علامہ عبدالقدیر بدایونی کے نواسے ہیں۔ آپ کے والد خواجہ عبداللہ شادی کے بعد دہلی سے ترک سکونت کر کے مستقل طور پر بدایوں میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ قادریہ بدایوں سے حاصل کی۔ آپ کو علامہ عبدالماجد بدایونی، علامہ عبدالمقتدر بدایونی اور علامہ عبدالقدیر بدایونی کی سرپرستی حاصل رہی۔(35)

خواجہ غلام نظام الدین بدایونی پورے جوش وجذبے کے ساتھ قومی تحریکات تحریک ترک موالات، جمعیت علماءہند، تحریک خلافت، انجمن خدام کعبہ، جمعیت الصوفیہ اور مسلم کانفرنس میں علامہ عبدالماجد بدایونی اور علامہ عبدالقدیر بدایونی کی معیت وسرپرستی میں شریک ہوئے۔

جمعیت علماءہند:

جب جمعیت علماءہند کا قیام عمل میں لایا گیا تو سب سے پہلا اجلاس دہلی میں منعقد ہوئی۔ جس میں جمعیت کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ اس اجلاس میں ۲۵ پچیس علماء شریک ہوئے جن میں خواجہ غلام نظام الدین قادری بھی شامل تھے۔ ڈاکٹر پروین روزینہ جمعیت کی مجلس تاسیس کا احوال بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

> ”جو علماء مجلس تاسیس میں شریک ہوئے ان میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا سلامت فرنگی محلی، مولانا سید شاہ فاخرالہٰ آبادی، مولانا قدیر بخش بدایونی، مولانا خواجہ غلام نظام الدین بدایونی، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا آزاد سبحانی، مفتی کفایت اللہ اور مولانا ثناءاللہ امرتسری قابل ذکر ہیں۔“(36)

مرکزی جمعیت علماء ہند کانپور:

جب بعض سیاسی و مذہبی اختلافات کی بنیاد پر خانوادہ عثمانیہ کے مشاہیر نے جمعیت علماء ہند سے علیحدگی اختیار کی گئی تو مرکزی جمعیت علماء ہند کانپور کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کا اجلاس بدایوں میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا سید جماعت علی شاہ نے کی اور خطبہ استقبالیہ علامہ عبدالقدیر بدایونی نے پڑھا۔ اس اجلاس کے انتظام و انصرام میں خواجہ نظام الدین بدایونی نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اس اجلاس کے دعوت نامے کا ایک عکس کتب خانہ قادریہ بدایوں میں موجود ہے۔ جس پر خواجہ غلام نظام الدین بدایونی کا نام درج ہے۔(37)

۱۹۴۷ء کے لرزہ خیز حالات:

ایک طویل جدوجہد اور ہزاروں قربانیوں کے بعد ۱۹۴۷ء میں انگریزی سامراج سے آزادی نصیب ہوئی۔ لیکن ساتھ ہی ہندو مسلم فسادات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لوٹ مار اور قتل عام کا بازار گرم ہو گیا۔ ایسے نازک حالات میں خواجہ نظام الدین بدایونی نے پامردی اور استقلال کے ساتھ قومی و ملی ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانان بدایوں کو ایک نیا عزم و حوصلہ دیا۔ ڈاکٹر صداقت اللہ لکھتے ہیں کہ یہ دور بدایوں کے مسلمانوں کے لئے بہت آزمائش کا تھا۔ چاروں طرف بلوے اور فساد ہو رہے تھے۔ اہل شہر خوف و ہراس میں مبتلا ہو چکے تھے۔ اس وقت محترم ستار بخش انصاری اور خواجہ غلام نظام الدین بدایونی نے مسلمانان بدایوں کی پشت پناہی کی، ڈھارس بندھائی، خوفزدہ مسلمانوں کو صبر و سکون سے رہنے کی تلقین کی جس کے نتیجہ میں اہل بدایوں امن و امان کی زندگی بسر کرنے لگے۔(38)

جون ۱۹۴۷ء میں موضع کھر کھواری پرگنہ سہسوان، موضع چندوئی اور موضع ردائن تھانہ اسلام نگر میں ہندو مسلم فسادات پھوٹ پڑے۔ مسلمانوں کے مکانات کو لوٹا گیا۔ قتل و غارت کا بازار گرم کیا گیا۔ اس دوران (۱۹) انیس لاشیں گاڑیوں میں بھر بھر کر بدایوں لائی گئی اور خورم شاہ کے تکیے میں دفن کی گئیں۔ ان لاشوں کے کفن دفن کا انتظام خواجہ غلام نظام الدین بدایونی نے کیا۔(39)

خلاصہ کلام:

خانوادہ عثمانیہ (بدایوں) کے علماء، مشائخ اور مشاہیر نے ہر دور میں ملک و ملت کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ جن میں مفتی محمد عوض عثمانی، مفتی مرید محمد بن ملا عبدالشکور عثمانی، علامہ فضل رسول بدایونی، مولانا میاں فضل کریم عثمانی بدایونی، علامہ عبدالمقتدر بدایونی، علامہ عبد القدیر بدایونی، مولانا عبد الواحد عثمانی اور خواجہ غلام نظام الدین قادری سر فہرست ہیں۔ خانوادہ

عثمانیہ (بدایوں) کے مشاہیر نے برصغیر کی تمام قومی وملی تحریکات میں حصہ لیا۔ مسلمانوں کے اجتماعی حقوق اور امت مسلمہ کی بقاء کے لیے ہمیشہ سرگرم رہے۔ خانوادہ عثمانیہ (بدایوں) کی دینی وملی خدمات کو برصغیر پاک وہند میں ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔

نتائج تحقیق:

ا۔ خانوادہ عثمانیہ کی دینی خدمات نمایاں ہیں۔ خانوادہ عثمانیہ کے مشاہیر نے حقانیت اسلام کے لیے ہر محاذ پر کام کیا۔ جس کی ایک مثال مناظرہ پادری فنڈر ہے۔

۲۔ خانوادہ عثمانیہ کی ملی خدمات کی فہرست طویل ہے۔ ہر محاذ پر ملت اسلامیہ کے حقوق کے لیے اگلی صفوں میں نظر آتے ہیں۔

۳۔ امت مسلمہ کے اتحاد، بقاء اور دوام کے لیے کانفرنسیں منعقد کیں اور اکثر میں صدارت کے فرائض بھی سرانجام دیے۔

۴۔ جب مسلمانوں کی مذہبی آزدی پر قدغن لگانے کی کوشش کی گئی تو علامہ عبد القدیر بدایونی نے ایک خط لکھ کر گاندھی کو باور کرایا کہ ہم اپنی اقدار کی پاسداری میں آزاد ہیں۔ کسی قسم کی دخل اندازی برداشت نہیں کریں گے۔

سفارشات:

ا۔ حقانیت اسلام کے لیے خانوادہ عثمانیہ کا اسلوب اختیار کیا جائے۔

۲۔ بین المذاہب معاملات کو خانوادہ عثمانیہ کی علمی روایات کی روشنی میں حل کیا جائے۔

۳۔ اہل اسلام کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کے لیے خانوادہ عثمانیہ کی طرز پر کانفرنسیں اور سیمینار منعقد کیے جائیں۔

۴۔ ملی جذبہ کے فروغ اور تحریکات کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے خانوادہ عثمانیہ کی ملی خدمات سے استفادہ کیا جائے۔

حوالہ جات

(1)۔ القادری، یعقوب حسین ضیاء، مولانا، اکمل التاریخ، تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں، ۲۰۱۳ء، ص ۶۲

(2)۔ قادری، محمد ایوب، ڈاکٹر، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، واقعات و شخصیات، دارالکتاب لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۳۶

(3)۔ ایضاً، ص ۳۹

(4)۔ ایضاً ۴۷

(5)۔ القادری، یعقوب حسین ضیاء، مولانا، اکمل التاریخ، ص ۵۱

(6)۔ "بدایوں۔ ۱۸۵۷ء میں"، پروفیسر انیس زیدی، ماہنامہ مجلہ بدایوں کراچی، ج ۱، ش ۳، مئی جون ۱۹۹۱ء، ص ۱۸

(7)۔ "برطانوی عہد میں اسلام اور عیسائیت کے درمیان مناظرے"، محمد قطب الدین رضا مصباحی، ماہنامہ العاقب علامہ فضل حق خیر آبادی و جنگ آزادی ۱۸۵۷ء نمبر، ج ۲، ش ۷۔۹، جولائی تا ستمبر ۲۰۰۹ء، ص ۴۶۷

(8)۔ "جنگ آزادی کے سنی ادیب" اسد نظامی ماہنامہ العاقب لاہور، علامہ فضل حق خیر آبادی و جنگ آزادی ۱۸۵۷ء نمبر، ص ۵۰۲

(9)۔ بھٹی، محمد اجمل، ڈاکٹر، مولانا عبدالحامد بدایونی کی سیاسی و مذہبی خدمات، ایک تجزیاتی مطالعہ ۱۹۰۱۔۱۹۷۰ء، شہاب دہلوی اکیڈمی بہاولپور، ۲۰۱۸ء، ص ۲۹

(10)۔ البدایونی، محمد عابد القادری، گلدستہ عقیدت، جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی ۱۹۷۱ء، مشمولہ محمد فاروق احمد سید، اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لیکر، ص ۴۱

(11)۔ قادری، عبدالقدیر، علامہ، مثنوی، غوثیہ، ترتیب و تقدیم علامہ اسید الحق قادری، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۰۸ء، ص ۲۱

(12)۔ ایضاً، ص ۲۳

(13)۔ قادری، عبدالرحیم، مولانا، تذکار محبوب، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۰۷ء، ص ۱۱

(14)۔ ایضاً، ص ۱۱

(15)۔ قادری عبدالقدیر، علامہ، مثنوی غوثیہ، ص ۱۴

(16)۔ ایضاً، ص ۱۴

(17)۔ ایضاً، ص ۱۴

(18)۔ ایضاً، ص ۲۰

(19)۔ قادری، عبد القدیر، علامہ، خطبات صدارت، ترتیب علامہ اسید الحق قادری، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۰۸ء ص ٦٦

(20)۔ ایضاً، ص ۹۱

(21)۔ ایضاً، ص ۹۳

(22)۔ ایضاً، ص ۵۲

(23)۔ ایضاً، ص ۵۵

(24)۔ ایضاً، ص ۴۱

(25)۔ ایضاً، ص ۴۴

(26)۔ ایضاً، ص ۴٦

(27)۔ قادری، عبد الرحیم، مولانا، تذکار محبوب، ص ۱۲

(28)۔ ندوی، رئیس احمد جعفری، سید، اوراق گم گشتہ، ناشر محمد علی اکیڈمی لاہور، ۱۹٦۸ء، ص ۳٦۱

(29)۔ ایضاً، ص ۳٦۲

(30)۔ مجیدی، عبد العلیم قادری، مولانا، تذکرہ خانوادہ قادریہ، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۱۲ء، ص ۸٦

(31)۔ قادری، عبد الحکیم شرف، مولانا، تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان، مکتبہ قادریہ لاہور، س ن، ص ۲۷۷

(32)۔ "جدوجہد آزادی اور بدایوں"، عبد المجید محمد اقبال قادری، مجلہ بدایوں کراچی، ج ٦، ش ۷، اگست ۱۹۹٦ء، ص ۳۹

(33)۔ قادری، جلال الدین، مولانا، تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ناشر سعید برادران کھاریاں، ۱۹۹۹ء، ص ٦۸

(34)۔ ایضاً، ص ۹۹

(35)۔ بدایونی، تسلیم اللہ غوری، ناموران بدایوں، ناشر بک ریڈرز کلب دبستاں بدایوں، پاکستان کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۱۰۴

(36)۔ پروین روزینہ، ڈاکٹر، جمعیت العلماء ہند، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ وثقافت، اسلام آباد، ۱۹۸۰ء، ج ۱، ص ۱۴

(37)۔ قادری، محمد تنویر خاں، خواجہ غلام نظام الدین قادری: حیات وخدمات، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۱۱ء، ص ۲۴

(38)۔ ایضاً، ص ۲۵

(39)۔ بدایونی، شمیم الدین، الحاج، انسائیکلوپیڈیا آف بدایوں ادارۂ مجلہ بدایوں کراچی ۲۰۰۴ء، مشمولہ الحاج شمیم الدین،"مدینۃ الاولیاء میں فیض کے دربار، ج۱، ص۲۸۸

English References

1- Al-Qadri, Yaqoob Hussain Zia, Moulana, Akmal Al-Tareekh, Taj-ul-Fahool Academy, Badayun, 2013.

2- Qadri, Muhammad Ayub, Doctor, Jang-e-Azadi 1857: Waqiat-o-Shaksiat, Dar-ul-Kitab Lahore, 2017.

3- Mujalla Badayun, Karachi, May to June, 1991.

4- Mahnama Al-Aqib, Allama Fazal-e-Haq O Jang-e-Azadi 1857 No., July to September 2009.

5- Bhatti, Muhammad Ajmal, Doctor, Moulana Abdul Hamid Badayuni Ki Siasi-o-Mazhabi Khidmat: Tajziati Mutalia 1901-1970, Shahab Dehvi Academy Bahawalpur, 2018.

6- Al-Badayuni, Muhammad Abid Al-Qadri, Guldasta-e-Aqidat, Jamia Ta,ulimat-e-Islamia Karachi 1971.

7- Qadri, Abdul Qadeer, Allama, Massnavi-e-Ghousia, Tartib-o-Taqdeem, Allama Usaid-ul-haq Qadri, Taj-ul-Fahool Academy Badayun, 2008.

8- Qadri Abdul Raheem, Moulana, Tazkaar-e-Mahboob, Taj-ul-Fahool Academy, Badayun 2007.

9- Qadri, Abdul Qadeer, Allama, Khutbat-e-Sadarat, Tarteeb, Allama Usaid-ul-Haq Qadri, Taj-ul-Fahool Acadmey Badayun, 2008.

10- Nadvi, Raees Ahmad Jafri, Syed, Ouraq-e-Gum Gushta, Muhammad Ali Acadmey, Lahore, 1968.

11- Majeedi, Abdul Aleem Qadri, Moulana, Tazkara Khanwada-e-Qadria, Taj-ul-Fahool Acadmey, Badayun 2012.

12- Qadri, Abdul Hakeem Sharaf, Moulana, Tazkara Akabir Ahle-Sunat Pakistan, Maktaba Qadria Lahore.

13- Mujalla Badayun, Karachi, August 1996.

14- Qadri Jalal-u-Din, Moulana, Tareekh All India Suni Conference, Nashir Saeed Brothers, Kharia, 1999.
15- Badayuni, Tasleem-ullah, Ghouri, Naamveraan-e-Badayun, Nashir, Book Readers, Qalab Dabistan-e-Badayuni, Karachi, 2017.
16- Parveen Rozeena, Doctor, Jamiat Ulama-e-Hind, Qoumi Idara braye Tehqeeq, Tareekh-o-Sakafat, Islamabad, 1980.
17- Qadri, Muhammad Tanveer Khan, Khawaja Ghulam Nizam-u-Din Qadri: Hayat-o-Khidmaat, Taj-ul-Fahool Acadmey, Badayuni 2011.
18- Badayuni, Shamim-u-Din, Alhaaj, Encyclopedia of Badayun, Idara Mujalla Badayun, Karachi, 2004.